فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: سال پورا ہونے کے بعد مال پر زکوٰۃ کی کیا دلیل ہے؟

جواب: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَا تَجِبُ فِي مَالٍ زَكَاةٌ حَتّٰى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ .

''مال میں زکوٰۃ تب واجب ہوتی ہے، جب اس پر سال گزر جائے۔''

(مؤطأ الإمام مالك :246/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ علامہ ابن العربی مالکی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ أَنَّهٗ لَا يَجِبُ فِي مَالٍ زَكَاةٌ حَتّٰى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ .

''مسلمانوں میں اس پر کوئی اختلاف نہیں کہ مال میں زکوٰۃ تب واجب ہوتی ہے، جب اس پر سال گزر جائے۔''

(المَسالك شرح مؤطإ الإمام مالك : 23/4)

سوال: شرعی دلائل کتنے ہیں؟

جواب: محدثین کرام کے ہاں بالا جماع شرعی دلائل چار ہیں۔

① قرآن مجید ② حدیث ③ اجماع ④ قیاس صحیح۔

❀ علامہ ابوالحسین یحییٰ بن ابی الخیر یمنی رحمہ اللہ (۵۵۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأُصُولُ الَّتِي بَنٰى أَصْحَابُ الْحَدِيثِ عَلَيْهَا أَقْوَالَهُمُ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَالْإِجْمَاعُ وَالْقِيَاسُ.

''محدثین نے جن اُصولوں پر اپنے اقوال کی بنیاد ڈالی ہے، وہ قرآن، سنت، اجماع اور قیاس ہیں۔''

(الانتصار في الرّدّ على المُعتزلة القدرية الأشرار :102/1)

انہیں احکامِ شرعیہ، ادلہ اربعہ، مآخذ شرعیہ، ادلۃ الاحکام، دلائل الفقہ، اُصول اربعہ، ادلۃ اجتہادیہ، مصادر اربعہ اور ادلہ سمعیہ بھی کہا جاتا ہے۔

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) نقل کرتے ہیں:

قَالَ الْمُهَلَّبُ وَغَيْرُهُ: إِذَا كَانَ الرَّأْيُ وَالْقِيَاسُ عَلٰى أَصْلٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ أَوْ إِجْمَاعِ الْأُمَّةِ فَهُوَ مَحْمُودٌ، وَهُوَ الْاِجْتِهَادُ وَالْاِسْتِنْبَاطُ الَّذِي أَبَاحَهُ اللّٰهُ لِلْعُلَمَاءِ، وَأَمَّا الرَّأْيُ الْمَذْمُومُ وَالْقِيَاسُ الْمُتَكَلَّفُ الْمَنْهِيُّ عَنْهُ، فَهُوَ مَا لَمْ يَكُنْ عَلٰى هٰذِهِ الْأُصُولِ؛ لِأَنَّ ذٰلِكَ ظَنٌّ وَنَزْغٌ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَالدَّلِيلُ عَلٰى صِحَّةِ هٰذَا قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾ (بني إسرائيل: ٣٦)

''علامہ مہلب بن ابی صفرہ رحمہ اللہ وغیرہ نے کہا ہے: جب رائے اور قیاس کی بنیاد کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ یا اجماع امت پر ڈالی جائے، تو وہ قیاس اور رائے محمود ہے۔ یہی وہ اجتہاد اور استنباط ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے علما

کے لیے مباح قرار دیا ہے۔ جبکہ مذموم رائے اور ممنوع قیاس وہ ہے، جس کی بنا ان اُصولوں پر نہ ڈالی جائے، کیونکہ یہ محض گمان ہے اور شیطان کی چال ہے۔ اس کی دلیل فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾(بني إسرائيل : ٣٦) ''اس کی پیروی مت کریں، جس کا آپ کو علم نہیں۔''

(شرح صحيح البخاري : 351/10، التّوضيح لابن المُلَقِّن : 66/33)

۞ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْأُصُولَ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَالْإِجْمَاعُ وَالْقِيَاسُ وَالْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ فِي الْحَقِيقَةِ هُمَا الْأَصْلُ وَالْآخَرَانِ مَرْدُودَانِ إِلَيْهِمَا .

''اُصول شریعت درحقیقت قرآن، سنت، اجماع اور قیاس (صحیح) ہیں۔ درحقیقت قرآن اور حدیث ہی اصل ہیں، دوسرے دو (اجماع وقیاس) انہی کی طرف لوٹتے ہیں۔''

(فتح الباري : 366/4)

۞ امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۵۴ھ) نے بھی یہی اصول ذکر کیے ہیں۔

(كتاب المَجروحين : 158/3)

۞ علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) نے بھی چار اُصول ذکر کیے ہیں۔

(كشف المُشكِل من حديث الصّحيحَين : 423/3)

۞ علامہ امیر صنعانی رحمہ اللہ (۱۱۸۲ھ) نے بھی چار اصول ذکر کیے ہیں۔

(سُبُل السّلام : 14/1)

۞ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) نے بھی یہی کہا ہے۔

(نیل الأوطار : 257/5)

سوال: احناف کے نزدیک زنا پر اُجرت لینے سے حد ساقط ہو جاتی ہے، اُن کی دلیل کا تحقیقی جائزہ پیش کریں۔

جواب: روایات بمع تحقیق پیش خدمت ہیں۔

❀ **سیدنا ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:**

إِنَّ امْرَأَةً أَصَابَهَا جُوعٌ، فَأَتَتْ رَاعِيًا، فَسَأَلَتْهُ الطَّعَامَ، فَأَبٰى عَلَيْهَا حَتّٰى تُعْطِيَهُ نَفْسَهَا قَالَتْ : فَحَثَا لِي ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ مِنْ تَمْرٍ، وَذَكَرَتْ أَنَّهَا كَانَتْ جُهِدَتْ مِنَ الْجُوعِ، فَأَخْبَرَتْ عُمَرَ فَكَبَّرَ، وَقَالَ : مَهْرٌ مَهْرٌ مَهْرٌ، كُلُّ حَفْنَةٍ مَهْرٌ، وَدَرَأَ عَنْهَا الْحَدَّ .

''ایک عورت کو سخت بھوک لگی، وہ ایک چرواہے کے پاس آئی اور کھانا مانگا، اُس نے کھانا دینے سے انکار کر دیا، یہاں تک کہ عورت اُسے خواہش پوری کرنے دے۔عورت نے بیان کیا کہ اس نے مجھے تین لپیں کھجور دی (اور مجھ سے زنا کر لیا)۔اس عورت نے مزید بتایا کہ اُسے ایسے کرنے پر بھوک نے مجبور کیا۔پھر اس نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو یہ سارا واقعہ سنایا، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا: یہ (کھجوریں) مہر ہیں، مہر ہیں، مہر ہیں، ہر لَپ مہر ہے۔نیز سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس سے حد ساقط کر دی۔''

(مصنّف عبد الرّزاق : 406/7، الرقم : 13653)

سند ضعیف ہے۔عبد الرزاق بن ہمام اور سفیان بن عیینہ رحمہما اللہ دونوں مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

علامہ ابن ترکمانی حنفی رحمہ اللہ (۷۵۰ھ) نے سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کو ''مدلس'' کہا ہے۔
(الجَوهر النَّقِيّ : 138/2)

❀ ابوسلمہ بن سفیان مخزومی بیان کرتے ہیں:

إِنَّ امْرَأَةً جَاءَ تْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَتْ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَقْبَلْتُ أُسَوِّقُ غَنَمًا، فَلَقِيَنِي رَجُلٌ فَحَفَنَ لِي حِفْنَةً مِّنْ تَمْرٍ، ثُمَّ حَفَنَ لِي حِفْنَةً مِنْ تَمْرٍ، ثُمَّ حَفَنَ لِي حِفْنَةً مِنْ تَمْرٍ، ثُمَّ أَصَابَنِي، فَقَالَ عُمَرُ : قُلتِ مَاذَا؟ فَأَعَادَتْ، فَقَالَ عُمَرُ وَيُشِيرُ بِيَدِهِ : مَهْرٌ مَهْرٌ، وَيُشِيرُ بِيَدِهِ كُلَّمَا قَالَ، ثُمَّ تَرَكَهَا .

''ایک عورت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور عرض کیا: امیر المومنین! میں بکریاں چرا رہی تھی کہ مجھے ایک آدمی ملا، اس نے مجھے تین لپیں کھجوریں دیں، پھر مجھ سے اپنی خواہش پوری کر لی۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ تو اس نے دوبارہ یہی بات دہرائی، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کا اشارہ کیا اور فرمایا: یہ مہر ہے، یہ مہر ہے۔ ہر بار ہاتھ سے اشارہ کیا۔ پھر اس عورت کو جانے دیا (اور حد نافذ نہیں کی)۔''

(مصنّف عبد الرّزاق : 406/7، الرقم : 13652)

سند ضعیف و مرسل ہے۔

① محمد بن حارث بن سفیان مخزومی مجہول الحال ہے۔ صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات'' (۲۰۴/۷) میں ذکر کیا ہے۔

② ابوسلمہ بن سفیان نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

سوال: کیا حدیث: اَلْأَذان فِي الْحَبْشَةِ صحیح ہے؟

جواب: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْأَذَانُ فِي الْحَبَشَةِ .

''اذان (کی خوبی) حبشہ میں ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 364/2، سنن التّرمذي : 3936، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ سیوطی رحمہ اللہ (تاریخ الخلفاء، ص۱۳) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام کے پہلے مؤذن سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا تعلق حبشہ سے تھا۔

سوال: اہل رائے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: اہل الرائے سے مراد وہ لوگ ہیں، جو قرآن وحدیث اور اجماع کے مخالف اقوال کو دین کا درجہ دیتے ہیں۔ اہل الرائے کی مذمت آئی ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَثْبُتَ الْجَهْلُ، وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ، وَيَظْهَرَ الزِّنَا .

''قیامت کی علامات میں سے ہے کہ علم اُٹھا لیا جائے گا، جہالت در آئے گی، شراب (بکثرت) پی جائے گی اور زنا عام ہو جائے گا۔''

(صحيح البخاري : 80، صحيح مسلم : 2671)

❁ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْزِعُ الْعِلْمَ بَعْدَ أَنْ أَعْطَاكُمُوهُ انْتِزَاعًا، وَلٰكِنْ يَنْتَزِعُهٗ مِنْهُمْ مَعَ قَبْضِ الْعُلَمَاءِ بِعِلْمِهِمْ، فَيَبْقٰى نَاسٌ جُهَّالٌ،

يُسْتَفْتَوْنَ فَيُفْتُونَ بِرَأْيِهِمْ، فَيُضِلُّونَ وَيَضِلُّونَ .

''اللہ تعالیٰ آپ کو علم دے کر یوں ہی چھین نہیں لے گا، بلکہ علم یوں چھینے گا کہ علما کو فوت کر دے گا، پھر جاہل لوگ باقی رہ جائیں گے، ان سے فتویٰ لیا جائے گا، تو وہ محض اپنی رائے سے فتویٰ دیں گے، اس سے دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے اور خود بھی گمراہ ہو جائیں گے۔''

(صحيح البخاري : 7307، صحيح مسلم : 2673)

❀ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا .

''ان سے سوال پوچھا جائے گا، تو بغیر علم کے فتویٰ دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کی گمراہی کا باعث بھی بنیں گے۔''

(صحيح البخاري : 100، صحيح مسلم : 2673)

۞ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيْثٌ ثَابِتٌ، مُتَّصِلُ الْإِسْنَادِ .

''یہ حدیث ثابت ہے، اس کی سند متصل ہے۔''

(سير أعلام النُّبلاء : 36/6)

۞ امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّمَا هَلَكْتُمْ حِينَ تَرَكْتُمُ الْآثَارَ، وَأَخَذْتُمْ بِالْمَقَايِيسِ .

''اُس وقت تمہاری ہلاکت یقینی ہے، جب تم نے احادیث کو چھوڑ کر قیاس (فاسد) کو اختیار کر لیا۔''

(جامع بَيان العلم وفضلهٖ لابن عبد البرّ : 2017، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ امام ابوبکر بن ابی داود رحمہ اللہ (۳۱۶ھ) فرماتے ہیں:

أَهْلُ الرَّأْيِ هُمْ أَهْلُ الْبِدَعِ .

''اہل رائے ہی اہل بدعت ہیں۔''

(جامع بيان العلم وفضلهٖ لابن عبد البرّ : 2005، وسندهٗ حسنٌ)

۞ علامہ الکیا الہراسی رحمہ اللہ (۵۰۴ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ تَعَالٰى : ﴿فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ﴾ يَدُلُّ عَلٰى أَنَّهٗ لَا يَجُوزُ تَغْيِيرُ الْأَقْوَالِ الْمَنْصُوصِ عَلَيْهَا، وَأَنَّهٗ يَتَعَيَّنُ اتِّبَاعُهَا .

''فرمان باری تعالیٰ: ﴿فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ﴾ ''ظالموں نے اس بات کو بدل ڈالا، جو ان سے کہی گئی تھی۔'' میں دلیل ہے کہ ان اقوال کو بدلنا ہرگز جائز نہیں، جن پر نص قائم ہو چکی ہو، بلکہ ان کا اتباع کرنا ضروری ہے۔'' (أحكام القرآن: 9/1)

۞ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَأَلْتُ الشَّافِعِيَّ عَنِ الْقِيَاسِ فَقَالَ : عِنْدَ الضَّرُورَاتِ .

''میں نے امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ سے قیاس (کی حجیت) کے متعلق سوال کیا، تو فرمایا: ضرورت کے وقت (جائز) ہے۔''

(المَدخل إلى السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 248، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

اَلْحَاصِلُ أَنَّ الْمَصِيرَ إِلَى الرَّأْيِ إِنَّمَا يَكُونُ عِنْدَ فَقْدِ النَّصِّ وَإِلٰى هٰذَا يُومِئُ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ .

''حاصل بحث یہ ہے کہ رائے کی طرف اس وقت جایا جائے گا، جب (اس مسئلہ میں) نص نہ پائی جائے، امام شافعی رحمہ اللہ کے قول میں اسی طرف اشارہ ہے۔''

(فتح الباري : 289/13)

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى تَحْرِيمِ الْحُكْمِ وَالْفُتْيَا بِالْهَوٰى .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ ہوائے نفسی کے ساتھ حکم لگانا یا فتویٰ دینا حرام ہے۔''

(الفتاوی الکُبریٰ : 555/5)

۞ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) نقل کرتے ہیں:

قَالَ ابْنُ بَطَّالٍ : التَّوْفِيقُ بَيْنَ الْآيَةِ وَالْحَدِيثِ فِي ذَمِّ الْعَمَلِ بِالرَّأْيِ وَبَيْنَ مَا فَعَلَهُ السَّلَفُ مِنَ اسْتِنْبَاطِ الْأَحْكَامِ أَنَّ نَصَّ الْآيَةِ ذَمُّ الْقَوْلِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَخَصَّ بِهٖ مَنْ تَكَلَّمَ بِرَأْيٍ مُجَرَّدٍ عَنِ اسْتِنَادٍ إِلٰى أَصْلٍ وَمَعْنٰى الْحَدِيثِ : ذَمُّ مَنْ أَفْتٰى مَعَ الْجَهْلِ وَلِذٰلِكَ وَصَفَهُمْ بِالضَّلَالِ وَالْإِضْلَالِ وَإِلَّا فَقَدْ مَدَحَ مَنِ اسْتَنْبَطَ مِنَ الْأَصْلِ لِقَوْلِهٖ : ﴿لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهٗ مِنْهُمْ﴾ فَالرَّأْيُ إِذَا كَانَ مُسْتَنِدًا إِلٰى أَصْلٍ مِنَ الْكِتَابِ أَوِ السُّنَّةِ أَوِ الْإِجْمَاعِ فَهُوَ الْمَحْمُودُ وَإِذَا كَانَ لَا يَسْتَنِدُ إِلٰى

شَيْءٍ مِنْهَا فَهُوَ الْمَذْمُومُ .

''علامہ ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رائے پر عمل کی مذمت میں وارد آیت اور حدیث کے درمیان اور سلف صالحین کے استنباط احکام کے درمیان تطبیق کی صورت یہ ہے کہ آیت میں بغیر علم کے بات کرنے کی مذمت کی گئی ہے، لہٰذا آیت میں خاص ان کی مذمت ہے، جو بغیر کسی شرعی دلیل کے محض رائے کی بنیاد پر بات کرتے ہیں۔ حدیث میں ان کی مذمت کی گئی ہے، جو اپنی جہالت کے ساتھ فتویٰ دیتے ہیں۔ اسی لیے انہیں گمراہ اور گمراکن کہا گیا ہے۔ ورنہ تو اللہ تعالیٰ نے کتاب وسنت سے استنباط کرنے والوں کی مدح وستائش کی ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ﴾ ''اس کی حقیقت وہ لوگ جان لیں گے، جو استنباط کرتے ہیں۔'' لہٰذا جب رائے کی بنیاد قرآن، حدیث یا اجماع پر ڈالی جائے، تو وہ رائے محمود ہے اور جب رائے کی بنیاد ان اُصولوں میں سے کسی پر نہ ڈالی جائے، تو وہ مذموم ہے۔''

(فتح الباري : 352/13)

❁ سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّهِمُوا رَأْيَكُمْ عَلٰى دِينِكُمْ .

''لوگو! دین میں اپنی رائے داخل مت کریں۔''

(صحيح البخاري : 7308)

❁ محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مَنْ قَاسَ إِبْلِيسُ، وَإِنَّمَا عُبِدَتِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِالْمَقَايِيسِ .

''(شرعی دلیل کے مقابلہ میں) سب سے پہلے قیاس ابلیس نے کیا تھا، سورج اور چاند کی عبادت قیاس (فاسد) کی بنیاد پر ہی کی جاتی ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 253/7، الرقم : 35806، سندهٗ صحيحٌ)

سوال: اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے، تو مقتدی کیا کرے؟

جواب: اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے، تو مقتدی کو اختیار ہے، چاہے امام کی طرح بیٹھ کر نماز پڑھ لے، چاہے کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام کی نماز کا ذکر کرتی ہیں:

كَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي وَهُوَ قَائِمٌ بِصَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ .

''سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے اور لوگ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔''

(صحيح البخاري : 683، صحيح مسلم : 418، واللّفظ لهٗ)

ثابت ہوا کہ امام بیٹھ کر نماز پڑھائے، تو مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

❀ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِئْتَمُّوا بِأَئِمَّتِكُمْ إِنْ صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِنْ صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا .

''امام کی اقتدا کریں، اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھائے، تو آپ بھی کھڑے ہو

کرنماز پڑھیں اور اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھے، تو آپ بھی بیٹھ کر نماز پڑھیں۔''

(صحيح مسلم : 413)

❁ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهٖ وَهُوَ شَاكٍ، فَصَلَّى جَالِسًا وَصَلَّى وَرَاءَهٗ قَوْمٌ قِيَامًا، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ : إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ، فَإِذَا رَكَعَ، فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ، فَارْفَعُوا، وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھے اور گھر میں بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے، آپ کے پیچھے کچھ صحابہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا، پھر نماز مکمل کرنے کے بعد فرمایا: امام اس لیے بنایا جاتا ہے، تاکہ اس کی اقتدا کی جائے، لہٰذا جب وہ رکوع کرے، تو آپ رکوع کریں، جب وہ رکوع سے سر اُٹھائے، تو آپ سر اٹھائیں اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے، تو آپ بھی بیٹھ کر نماز پڑھیں۔''

(صحيح البخاري : 688، صحيح مسلم : 412)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا صَلَّى جَالِسًا، فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُونَ .

''جب امام بیٹھ کر نماز پڑھائے، تو آپ سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھیں۔''

(صحيح البخاري : 722، صحيح مسلم : 414)

❁ عبداللہ بن ہبیرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ كَانَ يَؤُمُّ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، وَأَنَّهُ اشْتَكٰى فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ بَعْدَ شَكْوَاهُ، فَقَالُوا لَهٗ : تَقَدَّمْ، قَالَ : لَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أُصَلِّيَ قَالُوا : لَا يَؤُمُّنَا أَحَدٌ غَيْرُكَ مَا دُمْتَ، فَقَالَ : اجْلِسُوا فَصَلّٰى بِهِمْ جُلُوسًا .

''سیدنا اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ قبیلہ بنوعبدالاشہل کو امامت کروایا کرتے تھے، وہ بیمار پڑ گئے، باہر تشریف لائے، تو لوگوں نے عرض کیا: آگے آیئے، فرمانے لگے: میں نماز نہیں پڑھا سکوں گا، کہنے لگے: جب تک آپ ہیں، ہمیں کوئی دوسرا نماز نہیں پڑھائے گا۔ تو سیدنا اُسید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹھ جائیں، پھر انہوں نے بیٹھ کر نماز پڑھائی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 326/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

صَلَّى بِهِمْ جَالِسًا، وَصَلَّوْا مَعَهٗ جُلُوسًا .

''آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیٹھ کر نماز پڑھائی، اُن کے ساتھ لوگوں نے بھی بیٹھ کر نماز پڑھی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 326/2، وسندهٗ صحيحٌ)

ان آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ امام بیٹھ کر نماز پڑھائے، تو مقتدی بھی بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں اور اُن لوگوں کا رد ہے، جو ان احادیث کو منسوخ سمجھتے ہیں، جن میں مقتدیوں کے لیے بھی بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت ہے، کیونکہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ راوی حدیث ہیں۔

سوال: دو روایات کی تحقیق درکار ہے۔

جواب: ① سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ النَّفْخَةُ، وَفِيهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ.

''جمعہ کا دن افضل ہے۔ اس دن سیدنا آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن صور پھونکا جائے گا اور سخت آواز ظاہر ہوگی۔ لہٰذا جمعہ کے دن مجھ پہ بکثرت درود پڑھیں آپ کا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔''

ایک شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسول! وفات کے بعد آپ پر درود کیسے پیش کیا جائے گا؟ کیا آپ کا جسدِ مبارک خاک میں نہیں مل چکا ہوگا؟ فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ.

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیا کے اجساد مقدسہ حرام قرار دیئے ہیں۔''

(مسند الإمام أحمد: 8/4، سنن أبي داوٗد: 1047، 1531، سنن النّسائي: 1375، سنن ابن ماجه: 1085، 1636، فضل الصّلاة على النبيّ للقاضي إسماعيل: 22)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (1733)، امام ابن حبان (910) اور حافظ ابن قطان فاسی (بیان الوہم والإیہام: 574/5) رحمہم اللہ نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ (1/278) نے ''امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح'' کہا ہے اور ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ نے بھی اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(رياض الصّالحين: 1399، خلاصة الأحكام: 441/1، 814/2)

۞ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

مَنْ تَأَمَّلَ هٰذَا الْإِسْنَادَ؛ لَمْ يَشُكَّ فِي صِحَّتِهِ، لِثِقَةِ رُوَاتِهِ، وَشُهْرَتِهِمْ، وَقُبُولِ الْأَئِمَّةِ أَحَادِيثَهُمْ.

''سند کی تحقیق کریں گے، تو آپ اس کی صحت پر شک نہیں کر سکیں گے، کیوں کہ اس کے راوی مشہور ثقات ہیں اور ائمہ نے ان کی روایات قبول کی ہیں۔''

(جلاء الأفهام في فضل الصّلاة علي محمَّد خير الأنام: 81)

تبصرہ:

یہ روایت منکر (ضعیف) ہے۔ اس سند میں عبدالرحمٰن بن یزید بن تمیم ہے، یہ ضعیف و منکر الحدیث ہے۔ امام بخاری، امام ابوحاتم، امام ابوزرعہ اور امام ابن حبان رحمہم اللہ جیسے کبار ائمہ حدیث نے یہی کہا ہے۔ اس کو عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر (ثقہ) قرار دینا خطا ہے۔

۞ اس حدیث کو امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے ''منکر'' کہا ہے۔

(عِلَل الحديث لابن أبي حاتم: 529/2)

② رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا:

إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَّا إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ فَلَنْ تَضِلُّوا أَبَدًا؛ كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''میں آپ میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں، انہیں تھامے رکھو گے، تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔''

(المستدرك للحاكم: ۹۳/۱)

تبصرہ:

سند ضعیف ہے۔ ابو اویس عبداللہ بن عبداللہ مدنی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

(المَجموع شرح المُهذّب للنّووي : 20/9)

سوال: امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں: انا محمد، انا عبداللہ، عبداللہ، یحییٰ، اسحاق ذکر کرتے ہیں۔ اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: ''انا محمد'' محمد بن سلام بیکندی۔ ''انا عبداللہ'' عبداللہ بن مقاتل مروزی۔ ''عبداللہ'' عبداللہ بن محمد جعفی۔ ''یحییٰ'' یحییٰ بن موسیٰ بلخی۔ ''اسحاق'' اسحاق بن راہویہ۔